واعظ الجمعہ

عیدالفطر

مدیر

مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مولانا عبدالرزاق ہنگورہ نقشبندی

مولانا محمد کاشف محمود ہاشمی

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

عید الفطر

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خاتم الأنبياءِ وَالمرسَلين، وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

محترم بھائیو! رمضان کے روزوں، عبادات، تلاوتِ قرآن، تراویح، ترجمہ وتفسیر کی سماعت، لیلۃ القدر کی عبادات، گریہ وزاری، اور سچی توبہ کے بعد، اللہ تعالی کی طرف سے اَہلِ ایمان کو، بطورِ انعام عید الفطر کا دن عطا فرمایا گیا، یہ دن بھی ایک عظیم الشان نعمت ہے، ہمارے لیے اس میں خوشی ومسرّت کا اِظہار مشروع کیا گیا ہے؛ تاکہ دلی خوشی کے ساتھ ساتھ، نعمتِ الٰہی اور اس کے فضل وکرم پر اِظہارِ تشکر بھی ہوجائے۔

صدقۂ فطر کا وجوب

حضراتِ گرامی قدر! متعدّد احادیثِ مبارکہ سے صدقۂ فطر کا وجوب ثابت ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: «فَرَضَ رَسُولُ اللهِ

ﷺ زَكَاةَ الفِطْرِ ...عَلَى العَبْدِ وَالحُرِّ، وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى، وَالصَّغِيرِ وَالكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ»[1] "رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر مسلمانوں پر واجب قرار دیاہے، چاہے وہ غلام ہو یا آزاد، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا"۔

ایک روایت یہ بھی ہے، کہ سرکارِ دو عالَم ﷺ نے مکّہ شریف کی گلیوں میں مُنادی بھیج کر یہ اعلان کرایا: «أَلَا إِنَّ صَدَقَةَ الفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ»[2] "صدقۂ فطر ہر مسلمان مرد وعورت، آزاد وغلام، چھوٹے بڑے پر واجب ہے"۔

صدقۂ فطر کے اَحکام

عزیزانِ محترم! اللہ تعالی نے ہمیں رمضان المبارک میں دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ صدَقات وخیرات، مسکینوں کو کھانا کھلانے، حسبِ استطاعت ضرورت مندوں کی مدد کرنے کی توفیق اور سعادت عطا فرمائی، آج ہم پر عید الفطر کا خوشیوں بھرا مبارک دن سایہ فگن ہے، عید الفطر کے روز اللہ تعالی نے ہمیں صدقۂ فطر کے ذریعے، محتاج وضرورت مندوں کے ساتھ تعاوُن اور اُن کی مدد کا مَوقع فراہم کیا ہے، صدقۂ فطر کی ادائیگی ہر صاحبِ نصاب پر واجب ہے۔

---

(١) "صحيح البخاري" ر: ١٥٠٣، صـ٢٤٥ ملتقطاً.

(٢) "سنن الترمذي" باب ما جاء في صدقة الفطر، ر: ٦٧٤، صـ١٧٢.

"صدقۂ فطر کے وجوب کے لیے صاحبِ نصاب کے مال: سونے، چاندی، روپے، یا مالِ تجارت پر سال گزر جانا ضروری نہیں، بلکہ اگر عید کے دن بھی کسی کے پاس ضروریاتِ زندگی سے زائد سامان بقدرِ نصاب موجود ہو، تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے"[1] کہ وہ اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے بھی اسے ادا کرے[2]۔

صدقۂ فطر ہر اُس مسلمان کو دے سکتے ہیں جسے زکات دے سکتے ہیں، اور اسے نمازِ عید سے پہلے ادا کرنا چاہیے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: «أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِزَكَاةِ الفِطْرِ قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلاَةِ»[3] "نبئ کریم ﷺ نے صدقۂ فطر نمازِ عید سے پہلے ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے"، ورنہ نماز کے فوراً بعد تو صدقۂ فطر ضرور ادا کر دینا چاہیے؛ کہ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: «مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلاَةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَة، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلاَةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ»[4] "جس نے صدقۂ فطر نمازِ عید سے پہلے ادا کیا، وہ مقبول زکات ہے، اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا، تو وہ دیگر صدقات کی طرح ایک صدقہ ہے"۔

---

(١) "ردّ المحتار" كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ٦/ ١٣٢.

(٢) "الدرّ" كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ٦/ ١٤٥، ١٤٦.

(٣) "صحيح البخاري" باب الصدقة قبل العيد، ر: ١٥٠٩، صـ٢٤٥.

(٤) "سنن أبي داود" كتاب الزكاة، باب زكاة الفطر، ر: ١٦٠٩، صـ٢٣٩.

صدقۂ فطر کی مقدار تقریباً دو ۲ کلو گرام گندم، یا اس کی قیمت ہے (پاکستان میں اس سال یہ رقم ایک سو ستّر ۱۷۰ روپے فی کس مقرّر کی گئی ہے)، اور جن حضرات کو اللہ تعالی نے نعمتِ مال سے زیادہ نوازا ہے، کہ اُن کے گھروں میں ایک وقت میں کئی کئی قیمتی، اور قسم قسم کے کھانے پکائے اور کھائے جاتے ہیں، قیمتی مکان، قیمتی لباس کی نعمت اُنہیں میسّر ہے، تو اَیسے حضرات کھجور، بادام، پستہ، کشمش، یا منقّٰی وغیرہ قیمتی چیزوں کے حساب سے صدقۂ فطر ادا کریں، یہ اُن کے لیے زیادہ بہتر ہے؛ تاکہ محتاجوں، ضرورت مندوں کا زیادہ فائدہ ہو، اور وہ بھی اچھے انداز سے اپنی ضرورتیں پوری کر سکیں، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: «زَكَاةُ الْفِطْرِ عَلَى كُلِّ حُرٍّ وَعَبْدٍ، ذَكَرٍ وَأُنْثَى، صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ، ...صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ، أَوْ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ»[1] "صدقۂ فطر ہر چھوٹے بڑے، اور آزاد وغلام، مرد وعورت پر کھجور کا ایک صاع ہے اور گیہوں کا آدھا صاع (تقریباً ۲ کلو گرام)"۔

صدقۂ فطر روزے کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے

صدقۂ فطر ہم سے رمضان شریف میں سرزد ہونے والی کوتاہیوں اور غلطیوں کا کفّارہ بھی ہے، جیسا کہ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: «فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصِيامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ،

---

(١) "مصنَّف عبد الرزاق" باب زكاة الفطر، ر: ٥٧٦١، ٣/ ٣١١ ملتقطاً.

وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ»[1] "رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر، بے کار باتوں اور فحش گوئی سے روزے کو پاک کرنے، اور مساکین کو کھانا کھلانے کے لیے مقرّر فرمایا"۔ صدقۂ فطر کے مَصارِف وہی ہیں جو زکات کے ہیں، یعنی جن لوگوں کو زکات دی جاسکتی ہے، انہیں کو فطرہ بھی دے سکتے ہیں، اور جنہیں زکات نہیں دے سکتے، انہیں فطرہ بھی نہیں دیا جاسکتا[2]۔

صدقۂ فطر، عیدگاہ کے راستہ میں تکبیرات کہنا، اور نمازِ عید

میرے بزرگو ودوستو! اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾[3] "یقیناً مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا، اور اپنے رب تعالی کا نام لے کر نماز ادا کی"۔ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں ہے، کہ ﴿تَزَكّٰى﴾ سے مراد صدقۂ فطر ادا کرنا ہے، "اور رب تعالی کا نام لینے" سے مراد عید گاہ کے راستہ میں تکبیرات کہنا ہے، اور یہاں "نماز" سے مراد نمازِ عید ہے[4]۔

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب الزكاة، باب زكاة الفطر، ر: ١٦٠٩، صـ٢٣٩.

(٢) "الدرّ" كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ٦/ ١٧٢.

(٣) پ٣٠، الأعلى: ١٤، ١٥.

(٤) "التفسيرات الأحمدية" صـ٧٤٠.

عید کے اَحکام وآداب

برادرانِ اسلام! عید کے دن اپنے اَہل وعِیال اور دیگر قَرابتداروں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا، اور ٹوٹے تعلقات کو جوڑنا ہے، کہ عید کی صبح فرشتے تمام راستوں کے کنارے کھڑے ہوکر، مسلمانوں کو گناہوں کی مُعافی، رب تعالی کی رِضا، اور اس کی عطا و بخشش کی خوشخبری سناتے ہیں، عید کے دن حجامت بنوانا، ناخن ترشوانا، غُسل کرنا، مسواک کرنا، نیا یا دُھلا ہوا اچھا لباس پہننا، خوشبو لگانا، نمازِ فجر محلّے کی مسجد میں ادا کرنا، عید گاہ جلد آنا، نمازِ عید کے لیے ایک راستے سے آنا اور دوسرے سے واپس جانا، یہ سب باتیں عید کی سنّتیں اور مستحبات سے ہیں۔

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: «كَانَ رسول الله ﷺ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ العِيدِ فِي طَرِيقٍ، رَجَعَ فِيْ غَيْرِهِ»[1] "رسول اللہ ﷺ نمازِ عید کے لیے ایک راستے سے جاتے، اور دوسرے سے واپس تشریف لاتے"، ایک راستے سے جانے اور دوسرے سے واپسی میں بہت سی حکمتیں ہیں: (۱) حضور نبئ کریم ﷺ ایک راستے سے عید گاہ کو جاتے، اور دوسرے سے واپس آتے؛ تاکہ دونوں راستوں کو برکت حاصل ہو جائے، (۲) دونوں طرف کے لوگ آپ ﷺ سے بروزِ عید بھی فیض پائیں، (۳) ہر طرف کے منافقین وکفار مسلمانوں کی کثرت

(۱) "سنن الترمذي" أبواب العيدين، ر: ٥٤١، صـ١٤٢.

کو دیکھ کر دے رہیں، (۴) راستوں میں بھیڑ کم ہو، (۵) دونوں راستوں کے فُقرا پر خیرات ہو جائے، (۶) اہلِ قرابت کی قبور جو ان راستوں میں واقع ہیں انکی زیارت ہو جائے، (۷) اور دونوں راستے ہماری نماز و ایمان کے گواہ بھی بن جائیں[1]۔

نمازِ عید مسجد میں ہو چاہے عید گاہ میں، وہاں تک پَیدل جانا (گاڑی میں یا سواری پر جانا بھی جائز ہے)، نمازِ عید کے لیے اطمینان ووَقار، اور نگاہ کچھ نیچی کیے ہوئے جانا، آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دینا، یہ باتیں بھی عید کی سنّتوں اور مستحبّات میں سے ہیں۔

نمازِ عید سے پہلے کچھ کھالینا

عزیز دوستو! نمازِ عید کو جانے سے پہلے، طاق عدد میں چند کھجوریں کھا لینا سنّت ہے، ناشتہ بھی کیا جا سکتا ہے، کھجوریں نہ ہوں تو کوئی بھی میٹھی چیز کھالینی چاہیے، حضرت سیّدنا بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَخرُج يومَ الفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ»[2] "عید الفطر کے دن جب تک حضور نبئ رحمت ﷺ کچھ کھا نہ لیتے، عید گاہ کو تشریف نہ لے جاتے"۔

(۱) "مرآۃ المناجیح" عیدین کی نماز کا باب، پہلی فصل، تحت ر: ۱۴۳۴، ۲/۳۵۶ بتصرّف۔

(۲) "سنن الترمذي" أبواب العيدين، ر: ٥٤٢، صـ١٤٢.

اذان اور اقامت کے بغیر عیدین کی نماز

برادرانِ اسلام! نمازِ عید کے لیے نہ اذان ہوتی ہے، نہ اِقامت کہی جاتی ہے، حضرت سیّدنا جابر بن سمُرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: «صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم العِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ، بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ» "میں نے بارہا عیدین کی نماز نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ اذان اور اِقامت کے بغیر ادا کی ہے"۔ لہذا صحابۂ کرام وتابعین عظام رضی اللہ تعالی عنہم کا اسی پر عمل رہا، کہ عید کی نماز اور نوافل کے لیے اذان نہ دی جائے[1]۔

محترم بھائیو! عید کا دن عظمت ورفعت کے ساتھ ساتھ، اللہ تعالی کی طرف سے روزہ داروں کی مہمانی، اِنعام واِکرام اور گناہوں کی بخشش کا دن بھی ہے، اس دن روزہ رکھنا گناہ ہے۔ عید کے دن خوشی کا اظہار اسلامی تعلیمات کے مطابق ہونا چاہیے۔ اس دن ملائکہ راستوں میں کھڑے آواز دیتے ہیں: کہ اے مسلمانو! آج تمہاری دعوت کا دن ہے؛ کیونکہ کَل تک تو اللہ تعالی نے تمہیں روزے کا حکم دیا تھا، لہذا تم نے روزے رکھے، عبادت کی۔ نمازِ عید کے بعد صَدا کی جاتی ہے، کہ سُن لو! اللہ تعالی نے تمہارے گناہ مُعاف فرما دیے ہیں! تم خوشی خوشی اپنے گھروں کو لَوٹ جاؤ!؛ کہ آج کا دن تمہارے لیے اِنعام واِکرام کا دن ہے[2]۔ لہذا ہمیں بھی عید کے

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب العيدين، ر: ٥٣٢، صـ١٤٠.

(٢) "شعب الإيمان" ٢٣- باب في الصيام، ر: ٣٦٩٥، ٣/ ١٣٦٢ بتصرّف.

دن زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ بجالانے ہیں، ضرور تمندوں کا خیال رکھنا ہے، اور سب کے ساتھ حسنِ اَخلاق سے پیش آنا ہے۔

عید خوشی وفرحت کادن ہے

عزیز دوستو! ہمیں اللہ تعالی نے بے شمار اِنعام واِکرام سے نوازا ہے، عید الفطر پورے جوش وجذبہ سے مَنانی ہے، کہ یہ ہماری یکجہتی کی عظیم مثال ہے، جو رہتی دنیا تک قائم رہے گی، ان شاء اللہ مسلمان اسلامی اُصول وضوابط کے مطابق عید کی خوشیاں منائیں گے۔ عید کا دن خوشی وفرحت، رشتہ داروں سے حُسنِ سُلوک، دوستوں اور پڑوسیوں سے ملاقات اور غریب ومستحقین کی مدد کا دن ہے؛ کیونکہ باہمی میل ملاپ وہمدردی سے محبت بڑھتی ہے، دلوں کی کدُورتیں دُور ہوتی ہیں، مُصافحہ (ہاتھ ملانے) سے گناہ جھڑتے ہیں، رحمتِ عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَان، إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا»[1] "دو۲ مسلمان آپس میں ملتے اور مُصافحہ کرتے ہیں، تو ان کے جُدا ہونے سے پہلے ان دونوں کی مغفرت کردی جاتی ہے"۔

میرے محترم بھائیو! عید کے دن ہر جائز طریقہ سے خوشی کا اِظہار کرنا چاہیے، ایک دوسرے کو مبارکباد دینا، اور آپس میں مصافَحہ ومعانَقہ بھی کرنا چاہیے، کہ مصطفیٰ

(١) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في المصافحة، ر: ٥٢١٢، صـ٧٣١.

جانِ رحمت ﷺ نے مُعانقہ کے بارے میں فرمایا: «تَحِيَّةُ الْأُمَمِ وُدُّهُمْ، وَصَالِحٍ وَدَعٍ، وَإِنَّ أَوَّلَ مَنْ عَانَقَ خَلِيلُ اللهِ إِبْرَاهِيمُ»[1] "مختلف اَقوام کا سلام اُن کا آپس میں اظہارِ محبت، اور ان کی اچھی دوستی ہوا کرتی ہے، یقیناً سب سے پہلے مُعانقہ کرنے والے حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں"۔ لہٰذا عید کے دن جائز طَور پر اظہارِ خوشی، مُصافحہ و مُعانقہ، رشتہ دار، عزیز واقارب اور دوست و اَحباب کی دعوت وغیرہ بھی بہترین خوشی و مسرّت کا اظہار ہے۔

عید کا دن خوشی کا دن ہے

عزیزانِ محترم! عید کا دن خوشی کا دن ہے، اس دن اعمالِ صالحہ کی کثرت کے ساتھ ساتھ خوشی کے اِظہار کا بھی حکم دیا گیا ہے، حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، حضورِ اقدس ﷺ جب مدینہ منوّرہ تشریف لائے، اُس زمانے میں اَہلِ مدینہ سال میں دو ۲ دن خوشی منایا کرتے تھے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟» "یہ دو ۲ دن کیسے ہیں؟" لوگوں نے عرض کی کہ زمانۂ جاہلیت سے ہم اِن دنوں میں خوشی مناتے آئے ہیں، فرمایا: «إِنَّ اللهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْراً مِنْهُمَا: (١) يَوْمَ الأَضْحَى، (٢) وَيَوْمَ

---

(١) "الضعفاء الكبير" باب العين، تحت ر: ١١٤١، ٣/ ١٥٥.

الْفِطْرِ»[1] "اللہ تعالیٰ نے اُن دو۲ دنوں کے بدلے، اُن سے بہتر دو۲ دن تمہیں عطا فرمادیے ہیں: (۱) یومِ اَضحیٰ، (۲) اور یومِ فطر"۔

محترم بھائیو! عید کے دن دیگر لوگوں کے ساتھ ساتھ خصوصاً اپنے اَہل وعِیال کے ساتھ خوشی کا اِظہار کرنا بھی ضروری ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْها سے روایت ہے، کہ میرے ہاں حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْه تشریف لائے، اُس وقت اَنصار کی دو۲ بچیاں میرے پاس وہ اَشعار گا رہی تھیں، جو اَنصار نے کہے تھے، حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْه نے فرمایا: کیا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے گھر میں گیت گائے جا رہے ہیں؟ وہ عید کا دن تھا، رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: «يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّ لِكُلِّ قومٍ عِيداً، وهذا عِيدُنَا»[2] "اے ابو بکر! ہر قَوم کے لیے ایک عید ہوتی ہے، اور آج ہماری عید ہے"۔

نمازِ عید کا طریقہ

پہلی رکعت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! نمازِ عید کی ادائیگی واجب ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو۲ رکعت نمازِ عید الفطر واجب کی نیّت کرکے دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائیں، اور "اللہُ

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الصلاة، ر: ١١٢٤، صـ١٧٠.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب العيدين، ر: ٩٥٢، صـ١٥٣.

اکبر" کہہ کر ناف کے نیچے باندھ لیں، پھر سب آہستہ سے ثناء پڑھیں، پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر تکبیر، یعنی "اللہ اکبر" کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں، پھر اسی طرح دوسری بار بھی کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں، "اللہ اکبر" کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں، تیسری بار پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور "اللہ اکبر" کہہ کر ہاتھ باندھ لیں (یہاں ایک قاعدہ یاد رکھ لیجیے کہ جہاں تکبیر یعنی اللہ اکبر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھنے ہیں، اور جہاں کچھ نہیں پڑھنا وہاں ہاتھ چھوڑ دینے ہیں) اب امام صاحب آہستہ سے تعوّذ وتسمیہ یعنی "اعوذ باللہ" اور "بسم اللہ" پڑھ کر بلند آواز سے "سُورۂ فاتحہ" اور کوئی سورت پڑھیں گے، آپ مقتدی حضرات اس دَوران خاموش رہیں گے؛ کیونکہ مقتدی پر خاموشی واجب ہے، قرأت مکمل کرنے کے بعد رکوع وسجود کریں گے، اور دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوجائیں گے۔

دوسری رکعت

دوسری رکعت میں پہلے قرأت ہوگی، یعنی "سورۂ فاتحہ" وسُورت پڑھی جائے گی، پھر رکوع میں جانے سے پہلے تین ۳ تکبیریں ہوں گی جیسے پہلی رکعت میں تھیں، یعنی پہلی، دوسری اور تیسری تکبیر میں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر چھوڑ دیں گے، اور چوتھی تکبیر میں بغیر ہاتھ اُٹھائے صرف "اللہ اکبر" کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں گے، اور نماز پوری کرکے سلام پھیر دیں گے"[1]۔

---

(۱) "بہارِ شریعت" حصّہ چہارُم، عیدین کا بیان، ۱/۷۸۱، ۷۸۲ ملتقطاً بتصرّف۔

نماز کے اختتام پر دو ۲ خطبے پڑھے جائیں گے، خطبے میں فطرانے کے اَحکام بتائے جائیں، جیسے جمعہ اور نکاح کا خطبہ سننا واجب ہے، اسی طرح عیدَین کا خطبہ سننا بھی واجب ہے، اس کے بعد دعا ہوگی، اور پھر سب لوگ آپس میں عید ملیں اور ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کریں۔

دعا

اے اللہ! ہم میں جو صاحبِ نصاب ہیں، انہیں اپنی مالی حیثیت کے مطابق صدقۂ فطر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، عید کے دن کی خوشیاں نصیب فرما، تمام فرائض وواجبات کی ادائیگی بحسن وخوبی انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرما، بخل و کنجوسی سے محفوظ فرما، خوشی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ہمیں ملک وقوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتحاد واتفاق اور محبت والفت کو اَور زیادہ فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بےکس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی وچھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کردے، ہماری حاجتیں پوری فرما!

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر

دے، ہمارے اعمالِ حسَنہ کو قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمارے کشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما۔

الٰہی! تمام مسلمانوں کی جان، مال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، جن مصائب وآلام کا انہیں سامنا ہے، ان سے نَجات عطا فرما۔ ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے ہمیں وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما،

سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّةِ أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.